اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس ایک جائزہ

حافظ محمد عبدالرحمٰن ثانی

اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داریوں، کارکردگی اور کاوشوں سے عدم واقفیت کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ اس کونسل کا فائدہ کیا ہے؟...... اور اب تک اس نے کون سا ایسا کام کیا ہے جو ملک وقوم کے مفاد میں ہو یہ تو ہمیشہ اختلافی مسائل پر ہی رائے زنی کرتی ہے......وغیرہ وغیرہ۔

۱۹۸۸ میں اسلامی نظریاتی کونسل نے ملکی معیشت سے سود کے خاتمہ کے لئے ایک جامع رپورٹ مرتب کرکے حکومت کو پیش کی۔اس رپورٹ میں سودی نظام کے خاتمہ کے لئے جو اقدامات تجویز کئے گئے ان میں سے بیشتر پر اسلامک بینکنگ سیکٹر نے عمل پیرا ہوکر اسلامی بینکاری کی بنیاد رکھی اور آج اسلامی بینکاری تیزی سے ترقی کی منازل طے کررہی ہے......ذیل میں اس رپورٹ کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے اس کے دیگر حصے انشاء اللہ قسط وار پیش کئے جائیں گے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ کونسل نے اپنے حصے کا کام کس خوش اسلوبی سے اور کتنا پہلے کرکے دے دیا تھا، اس رپورٹ کی بعض جزئیات پر پرائیویٹ سیکٹر میں عمل درامد ہوا، اگر اس کی کامل تنفید اسمبلی کے ذریعہ ہوجاتی تو نتائج بہت ہی مفید ہوتے......

پاکستان کی مسلم عوام، عوامی جماعتیں اور بالخصوص مذہبی جماعتیں اگر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی واقعتاً حامی ہیں تو یہ ان کا فرض ہے کہ وہ کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کے لئے اپنا اثر ورسوخ اور پارلیمانی قوت صرف کریں، اوران قوانین میں اسمبلیوں سے ترامیم کروائیں جن کی نشاندہی کونسل کرچکی ہے اور جن کا متبادل بھی پیش کیا جاچکا ہے۔یہ ساری ترامیم قوانین کو اسلام کی روح کے مطابق بنانے ہی کے لئے ہیں اور اگر یہ ہوجائیں تو نفاذِ اسلام کا کام بہت حد تک ہوجائے گا......

☆الكون بني على النظام فعليك بالترتيب في ملبسك وبيتك ومكتبك وواجبك.☆

کونسل کی بعض اہم سفارشات

کونسل کے نزدیک مندرجہ ذیل سفارشات فوری اہمیت کی حامل ہیں اس لئے حکومت کو چاہئے کہ ان کوعملی جامہ پہنانے کے لئے فوری اقدامات کرے۔

۱۔علم وتحقیق اور بالخصوص ایسی ایجادات جوانسان کے لئے نافع ہوں پرانقلابی انداز میں کام کیا جائے ۔چنانچہ حکومت اعلان کرے کہ جوکوئی بھی نئی ایجادکرے گااس کواس کی ایجادکی مناسبت سے نہ صرف گولڈمیڈل اوربڑی رقم انعام میں دی جائے گی بلکہ ایجادات کے سلسلہ میں مالی سہولتیں بھی فراہم کی جائیں گی۔بعض مغربی ممالک نے ایسی ترغیبات کے ذریعہ اپنی تہذیب وثقافت معیشت اور طاقت کوبلندی پر پہنچادیاہے۔

۲۔یہ بھی اعلان کیاجائے کہ جوبھی اخبارات ورسائل میں شائع ہونے والے مضامین میں سے جو مضمون یا' ریڈیوٹی وی کے پروگراموں اوردیگرفورمز کے ذریعہ اندرونی وبیرونی مسائل کی بابت قوم کی فکری رہنمائی کے لئے نمایاں کردارادا کرے گااس کوبھی قیمتی انعامات دئے جائیں گے۔

۳۔نفرت'عصبیت اورتشدد کے خاتمے اورامن واتحاد کے لئے نمایاں اورموثر کردارادا کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ہرسال ایسے اشخاص کوستارہ امتیازاوروی آئی پی کے ایوارڈ دئے جائیں۔

۴۔پانچ نکاتی یاپیپلزیاتعمیروطن پروگراموں میں یہ شرط رکھی جائے کہ ترقیاتی منصوبوں میں ان علاقوں یاشہروں یابستیوں کوترجیح دی جائے گی جہاں لوگ معتبرتحقیق کے مطابق نماز کے عادی ہیں۔

۵۔سرکاری اورغیرسرکاری ملازمین کی تقرری اورترقی کے لئے نماز کی شرط عائد کی جائے اورجوملازمین دانستہ اورعادتاً نمازادانہیں کرتے ,ان کے لئے پہلے وارننگ,پھرجرمانہ پھربرطرفی کا قانون بنایاجائے۔

۶۔شرعی حجاب کا قانون فوری طورپرنافذ کیاجائے اوراس پرسختی کے ساتھ پابندی کرائی جائے۔

(الف)**الناس علی دین ملوکھم** کے پیش نظرحکمرانوں اورحکام کے لئے لازم قراردیاجائے کہ وہ سادہ لباس پہنیں۔عمارات' مکانات اورفرنیچر وغیرہ سب سادگی کے مظہرہوں۔شانداردفاتر اورفرنیچر سے ملک کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ملک وقوم کی حقیقی شان ان کی خوشحالی ہے جوصرف سادہ

طرز زندگی سے نصیب ہوسکتی ہے۔تمام ارباب اقتدار اور بیوروکریسی اپنی محل نما کوٹھیاں چھوڑ کر چھوٹے مکانات میں منتقل ہو جائیں۔بڑے رقبہ والی کوٹھیوں کو زیادہ سے زیادہ چھ چھ سو گز کے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(ب) پاکستانی سفارت خانوں میں پریس اتاشی، ملٹری اتاشی اور معاشی وزیر کی مانند اسلامی امور کا ایک وزیر بھی مقرر کیا جائے جو مستند عالم دین ہو کیونکہ نہ صرف پوری دنیا میں پیغام الٰہی پہنچانا امت مسلمہ کے لئے فرض ہے بلکہ مغربی معاشرہ جہاں خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، مستند اطلاعات کے مطابق حقیقی اسلامی تہذیب سے متاثر ہو رہا ہے۔چنانچہ وہاں بڑھتے ہوئے مثبت اثرات منطقی طور پر ہمارے ملک میں بھی ایسا سازگار ماحول پیدا کر دیں گے جس میں ہماری قوم مغربیت اور مادیت سے تائب ہو جائے گی۔

(ج) مغربیت اور مادیت سے نجات حاصل کرنے میں سگریٹ نوشی پر پابندی کافی حد تک ممد و معاون ثابت ہوسکتی ہے۔بچوں کے لئے سگریٹ نوشی پر پابندی کا قانون موجود ہے۔اس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔نیز تمام پبلک مقامات اور دفاتر میں سگریٹ نوشی ممنوع قرار دی جائے۔

۷۔خواتین کے لئے خصوصی تربیتی کورسز

تحصیل و دیہی سطح پر خواتین کے لئے مختلف تربیتی کورسز مثلاً کڑھائی، سلائی کا کورس، نرسنگ کورس، تدریس کا کورس، دستکاری کا کورس اور ایسے دیگر کورس خصوصیت کے ساتھ شروع کئے جائیں جن کو خواتین آسانی کے ساتھ گھر بیٹھ کر کر سکیں اور ان سے ان کی آمدنی بھی ہو سکے۔

۸۔بیواؤں اور دوسری بے سہارا خواتین کے لئے زکوۃ فنڈ سے خصوصی انتظامات۔

زکوۃ کے مروجہ نظام کے تحت بیواؤں اور بے سہارا خواتین کو اگرچہ زکوۃ فنڈ سے کچھ مالی امداد ملتی ہے لیکن زکوۃ فنڈ کے نظام کی بعض خرابیوں کی وجہ سے مستحق بیوہ اور بے سہارا خواتین تک یہ فنڈ صحیح معنوں میں نہیں پہنچ پا رہا۔

لہذا اس نظام کی خرابیوں کو دور کرتے ہوئے مستحق بیواؤں اور بے سہارا خواتین کے ہاتھوں تک اس کے استحقاق و ضرورت کی مالی امداد میں زکوۃ فنڈ پہنچانے کے انتظامات کو حسب ضرورت آسان اور یقینی بنایا جائے۔

۹۔ازدواجی تنازعات میں مصالحتی کوششوں کو عام کیا جائے۔

☆البس وسطا لا لباس المترفين ولا لباس البائسين ولا تشهر نفسك بلباس وكن كعامة الناس . ☆

اس بات کی اشاعت اور تربیت عام ہونی چاہئے کہ میاں بیوی کے معاملات میں اختلاف کی صورت میں بے دھڑک طلاق اور خلع تک جا پہنچنے کے بجائے قرآن مجید کے احکام کے مطابق پہلے فریقین باہم مشاورت اور بات چیت سے مفاہمت کرنے کی کوشش کریں اور اگر اس کوشش میں ان کو ناکامی ہو تو پھر قرآن پاک ہی کے حکم کے بموجب حکمین کا تقرر کیا جائے جن میں سے ایک شوہر کے خاندان سے اور دوسرا بیوی کے خاندان سے ہو تا کہ آپس کے تعلقات میں گڑبڑ کی صورت میں اسلامی طریقے کے مطابق مصالحتی کوششیں بروئے کار لائی جاسکیں۔یہ حکم گھر کے معاملات کو خوش اسلوبی سے گھر کے اندر ہی حل کرنے کی کوشش کریں۔

۱۰۔ازدواجی تنازعات کے عدم حل کی صورت میں خاوند کی طرف سے طلاق بدعی کو قابل تعزیر قرار دیا جائے۔

اگرچہ شریعت نے طلاق کو جائز امور میں مبغوض ترین عمل قرار دیا ہے تاہم اگر مصالحتی کوششوں کے باوجود میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت نہ ہو تو آخری چارہ کار کے طور پر طلاق کی صورت میں علیحدگی بھی اختیار کی جاسکتی ہے۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں دین کا مناسب علم نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو طلاق دینے تک کا طریقہ نہیں آتا اور بہت سے لوگ فوری اشتعال میں آکر بدعت کا ارتکاب کرتے ہوئے غلط طریقہ سے طلاق دے ڈالتے ہیں اور پھر پچھتاتے پھرتے ہیں۔اس معاملہ میں بھی لوگوں کو تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔پاکستان میں ایک مسلمان شہری کو بخوبی علم ہونا چاہئے کہ طلاق احسن کے ذریعے علیحدگی اختیار کرنا شرعاً پسندیدہ ہے اور اس میں وہ مسائل بھی نہیں پیدا ہوتے جو طلاق بدعت سے پیدا ہوتے ہیں۔لہٰذا ضروری ہے کہ طلاق بدعی دینے والے کو تعزیراً سزائے جرمانہ دی جائے اور اس بات کی عوام میں مناسب تشہیر بھی کی جائے کہ ایسا کرنا جرم ہے۔کیونکہ ایک ہی مجلس میں ایک سے زائد طلاقیں دینے کے نتیجے میں قانونی اور شرعی دشواریاں زیادہ پیچیدگیوں کا باعث بن جاتی ہیں۔اس سے مقاصد شریعت اور حسن معاشرت میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔لہٰذا تمام مسلمانوں کو اس ضمن میں ضروری دینی تعلیم دینا علماء کرام کے ساتھ ساتھ ریاست کی بھی ذمہ داری ہے۔مناسب ہوگا کہ پہلے مرحلہ کے طور پر بی اے کے نصاب اسلامیات میں نکاح وطلاق اور عائلی امور سے متعلق اسلام کے ضروری احکام شامل کردیئے جائیں،اس سے کم ازکم تعلیم یافتہ طبقہ میں موجود لاعلمی دور ہوجائے گی۔اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مختلف عدالتوں میں کام کرنے والے عرضی نویس

اور محررین کی تربیت کا بھی انتظام کیا جائے اور کسی عرضی نویس یا محرر کو کسی ایسے شرعی موضوع سے متعلق دستاویز تیار کرنے کی جس کا اس کو مناسب علم نہ ہو اجازت نہیں ہونی چاہئے نیز نکاح وطلاق کے احکام پر مشتمل کوئی کتابچہ یا پمفلٹ تیار کر کے بوقت نکاح فریقین کو مہیا کیا جائے تا کہ ان کو نکاح وطلاق کے بارے میں احکام شریعت سے واقفیت ہو جائے اس کتابچہ کی نقول عرضی نویس کو بھی مہیا کی جائیں۔

۱۱۔مطلقہ رجعیہ کے لئے دوران عدت خاوند کے گھر میں رہائش کا اہتمام کیا جائے۔

طلاق رجعی کی صورت میں دوران عدت میاں بیوی ایک ہی جگہ پر رہائش پذیر رہیں'اس بات کو قانونا لازمی قرار دیا جائے اور خلاف ورزی کرنے والے پر سزائے جرمانہ عائد کی جائے۔اس پابندی کا مقصد یہ ہے کہ کئی ماہ تک ایک ساتھ رہنے سے فریقین کو رجوع کے مواقع میسر رہیں گے جو شریعت کا اصل منشاء ہے۔

۱۲۔قصوروار فریق کو مناسب تعزیری سزا دینے کا اہتمام کیا جائے۔

شادی بیاہ کے جھگڑوں میں جو فریق قصوروار پایا جائے اس کو مناسب تعزیری سزا (جرمانہ) دی جائے 'مثلاً اگر شوہر کا قصور ہو تو اس صورت میں جرمانے کا حصہ بیوی کو دلایا جائے اور بیوی کی غلطی ہو تو اس پر بھی کوئی مناسب تاوان عائد کیا جائے۔

۱۳۔خواتین کو جائیداد میں حصہ دلوانے کا اہتمام۔

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ہندو تہذیب کے اثر سے بعض برادریوں میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ بیٹیوں کو والدین کی جائیداد سے حصہ نہیں دیا جاتا جو نہ صرف ظلم اور ناانصافی ہے بلکہ قرآن مجید کے واضح احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔یہ ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ہر مسلمان فرد کو یہ باور کرایا جائے کہ والدین کی جائیداد سے بعض ورثاء کو محروم کرنا ناانصافی اور احکام شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے لہذا حکومت کو چاہئے کہ وراثت کے شرعی احکام کی دانستہ خلاف ورزی کے مرتکب افراد کو مناسب تعزیری سزا دی جائے حکومت کو یہ بھی چاہئے کہ عوام الناس کو بذریعہ تعلیم اور ذرائع ابلاغ عامہ یہ بات ذہن نشین کرائے کہ جائیداد سے بچیوں کو بھی وراثت ملنے کا اہتمام ہو اور اسلام کے معاشی نظام کے فروغ کے حالات پیدا ہوں اور ہندوانہ رواج کا خاتمہ ہو کر قرآنی حکم کی تعمیل کا سامان ہو۔محض شادی کے وقت لڑکی کو ملنے والا جہیز اس کا وراثتی حصہ متصور نہیں کیا جا سکتا۔

☆سافر احیانا لتجدد حیاتک و تطالع عوالم اخری و تشاهد معالم جدیدة و بلدانا اخری فالسفر متعة.☆

۱۴۔جہیز کی لعنت کے خاتمہ کی راہ ہموار کی جائے۔

شادی جو دراصل سنت رسول ﷺ اور اسلامی معاشرہ کی اخلاقی اقدار کے تحفظ کا ایک بڑا ذریعہ ہے افسوس کہ ہمارے ملک میں بہت سی مشکلات اور پریشانیوں کا سبب بن گئی ہے۔ہم نے ہندوؤں کے اثر سے جہیز، بری، مہندی اور نہ جانے کیا کیا خرافات اپنالی ہیں جنہوں نے ہمارے معاشرہ کو بے شمار اخلاقی برائیوں کے ساتھ ساتھ معاشی اور معاشرتی مشکلات میں بھی مبتلا کردیا ہے۔ان بے معنی رسموں کی پابندی سے استطاعت نہ رکھنے والے افراد کو مشکلات پیش آتی ہیں اور ان کو زندگی بھر کے روگ میں مبتلا کردیتی ہیں۔نیتجتاً بہت سے لوگ یا تو ہمیشہ کے لئے بن بیاہے رہ جاتے ہیں یا زیادہ دیر تک شادی نہیں کرسکتے جس سے بہت ساری اخلاقی، نفسیاتی اور روحانی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ان خرابیوں کا احساس کرتے ہوئے ہمارے ملک میں ۱۹۷۶ء میں شادی بیاہ کے موقع پر جہیز اور تحائف کی تحدید کا قانون جاری ہوا تھا جس کی رو سے لڑکی کی شادی کے لئے پانچ ہزار اور لڑکے کی شادی کے لئے دو ہزار کی مالیت حد مقرر کی گئی تھی۔لیکن افسوس ہے کہ ملک کے بہت سے دوسرے قوانین کی طرح اس قانون پر بھی عمل نہیں کیا جاسکا۔اسلامی تعلیمات اور سنت رسول ﷺ کی رو سے دو بول اور معمولی شرینی کے ساتھ نکاح کو مستحسن تصور کیا جاتا ہے۔ایک حدیث نبوی ﷺ کی رو سے وہ شادی بہت اچھی ہے جو بہت آسان ہو اور جس میں کم سے کم بار ہو۔ہماری حکومت، علماء کرام اور ذرائع ابلاغ عامہ کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہیئے کہ عوام کو اس بارے میں ترغیب دی جائے کہ شادی کے معاملات کے لئے ایسی ناجائز غیر شرعی پابندیاں معاشرے کے لئے مضر ثابت ہورہی ہیں۔ہماری بعض برادریوں میں سادہ نکاح اور معمولی سے تحائف کا رواج ہے اور ان کی شادیاں مسجدوں یا اپنی برادری کے مراکز اجتماعات میں ہوتی ہیں۔اگر اس بارے میں ذرائع ابلاغ عامہ کے ذریعے ایسی سادگی اپنانے اور شادی بیاہ کے اخراجات کم کرنے کے لئے ایک عمومی ترغیبی مہم چلائی جائے اور ہمارے ارباب بست وکشاد ارباب حکومت اور قیادت خود عملی مثالیں قائم کرکے اس مہم کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں تو اصلاح احوال ہوسکتی ہے اور معاشرت کا یہ شعبہ صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھل سکتا ہے۔

۱۵۔شادی بیاہ کی دیگر مسرفانہ رسومات کا خاتمہ

شادی کی رسومات اور اخراجات میں اضافہ اس وقت بہت بڑا سماجی مسئلہ بن چکا ہے۔ان رسومات میں جہیز اور بری کے تحائف' دوسری رسومات مثلاً مہندی' تیل' مایوں وغیرہ اور مہمانوں کے کھانے اور تعداد پر کڑی پابندیاں لگائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔کہا جا سکتا ہے کہ یہ تمام معاملات اصلاً مباحات کے دائرہ میں آتے ہیں اور حکومت کو ان میں دخل نہیں دینا چاہئے۔لیکن شریعت کا ایک طے شدہ اصول ہے کہ جو امر مباح معاشرے میں فساد اور پریشانی کا ذریعہ بن جائے اس کے سدباب کے لئے حکومت وقت کو دخل دینے کا اختیار ہی نہیں بلکہ اس کے لئے ایسا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔چنانچہ ان رسومات اور غلط رواجات کی بناء پر چونکہ بہت سی خرابیاں معاشرے میں جنم لے چکی ہیں اور ان کے برے اثرات بے شمار خرابیوں کا باعث بن رہے ہیں' اس لئے وقت کا تقاضا ہے کہ اس سلسلے میں سخت قدم اٹھایا جائے۔اس کے لئے مندرجہ ذیل فوری اقدامات تجویز کئے جاتے ہیں:۔

(۱) ایکٹ ۱۹۷۶ء کے احکام پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔

(۲) شادی بیاہ کے موقع پر زیورات کی نمائش کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

(۳) بارات میں دولہا کے ہمراہ کم سے کم افراد کی شرکت کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

(۴) باراتیوں کو دلہن کے گھر سے سوائے ایک چائے کی پیالی اور ایک دو بسکٹ کے کوئی چیز نہیں کھلائی جانی چاہئے۔

(۵) مہمانوں کی مقررہ تعداد سے زیادہ مہمان بلانے والوں یا ان کی تواضع کرنے والے کو مناسب تعزیری سزا دی جائے۔

(۶) ملک کے قائدین بالخصوص ممتاز علمائے کرام' صدر مملکت' وزیر اعظم' وزراء اور دوسرے ممتاز حضرات شادیوں کی ایسی تمام تقریبات میں شرکت سے احتراز کریں جو ان کے خاندان اور انتہائی قریبی دوستوں کے حلقہ سے باہر ہو رہی ہوں۔اس لئے کہ وسیع پیمانہ پر ہونے والی شادیوں کی یہ تقریبات نہ صرف فضول خرچی اور اسراف و تبذیر کا سبب بن رہی ہیں بلکہ حکمرانوں کی شرکت سے ان کے بارے میں سرکاری سرپرستی کا بھی تاثر پیدا ہوتا ہے جس سے بہت سی معاشرتی قباحتیں پیدا ہو رہی ہیں۔

شادی بیاہ کے اخراجات میں سب سے بڑی لعنت جہیز یا بری میں ایک دوسرے کو زیور اور دیگر قیمتی

اشیاء دینے کا رواج ہے۔آنحضرتﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے خاتون جنتؓ اورحضرت علی المرتضیٰؓ کی شادی کے موقع پرشادی کے تمام اخراجات دولہا کی جانب سے ادا کرائے تھے۔روایات میں آیاہے کہ آپﷺ نے حضرت علیؓ کی زرہ سواسودرہم میں فروخت کرائی اوراس سے حضرت علیؓ کے لئے گھر کی ضروری اشیاء'بستر' گدا'چھاگل'مشکیزہ وغیرہ کی خریداری کااہتمام (حضرت علی کے مال سے)فرمایا۔یہ اہتمام اس لیےضروری تھا کہ اس سے قبل حضرت علیؓ کاکوئی الگ گھر نہیں تھااوروہ سرکاردوعالمﷺ کے ایک اہل خاندان کےطور پر بچپن سے رہتے تھے۔اس عظیم الشان شادی میں سونے یاچاندی کازیورتودرکنارسونے چاندی کی ایک انگوٹھی یاچھلہ تک نہ دیاگیا۔اس وقت ہمارے خاندانی ڈھانچہ اورشادی بیاہ کے معاملات کوجولعنت سب سے زیادہ بری طرح متاثر کررہی ہے وہ سونے'چاندی'ہیرے اوردیگرقیمتی دھاتوں کے علاوہ دیگرقیمتی اشیاء ہیں مثلاًریفریجریٹر'ٹی وی 'کار'ڈیپ فریزر'قیمتی پارچات'کراکری'سٹیل اورپیتل' تانبے وغیرہ کے برتن قیمتی فرنیچروغیرہ کاوہی لامتناہی سلسلہ ہے جوختم ہونے میں نہیں آتا۔صاحب ثروت لوگ تو یہ سب کچھ دے سکتے ہیں لیکن تنخواہ دارطبقہ اورعوام کی اکثریت اس قبیح رسم سے بہت پریشان ہے۔جہیز پر پابندی اسی غرض سے عائد کی گئی تھی کہ ہندوانہ رسم ورواج کے بموجب کنیادان کی رسم کے تحت بڑے بڑے قیمتی جہیزاورنقدرقوم وغیرہ سے دولہا کوخرید کرہی لڑکیوں کے ہاتھ پیلے کئے جاسکتے ہیں۔اس کے برعکس ہمارے ہادی ورہنماﷺ نے اپنی سب سے پیاری صاحبزادی اورخاتون جنت کاجب گھر بسایا توان کے لئے ایک درہم بھی بطور جہیز خرچ نہیں کیا۔چونکہ آپﷺ کوایک عالمگیر مثال قائم کرنا تھی اس لئے آپﷺ نے اس عظیم الشان شادی میں دولہا کی طرف سے شادی کے اخراجات ادا کراکے ایک مثال قائم کردی۔آپﷺ کی تعلیم نے ہمیشہ کے لئے یہ بات طے کردی کہ شادی دوانسانوں میں مہرومحبت'مؤدت'الفت'سکون اوررضائے الٰہی کے لئے کی جاتی ہے'قیمتی سازوسامان کے لئے نہیں۔ خوشی کے مواقع کی غیرضروری دعوتوں کے اخراجات بھی شرعاً اسراف یاتبذیر کے دائرے میں آتے ہیں جن کی شریعت نے سختی سے ممانعت کی ہے لیکن غمی یامرگ کی دعوتوں کے اخراجات عموماً مورث/متوفی کے مال سے کئے جاتے ہیں۔جبکہ جس لمحہ متوفی کی وفات ہوتی ہے اس کے اموال اس کے ورثا کی ملکیت ہوجاتے ہیں۔اس لئے تدفین وتجہیز کے اخراجات کے علاوہ احباب کی دعوتوں کے مشترکہ ترکہ میں سے اخراجات نابالغ ورثاء کی حق تلفی کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ بالغ

اگر اپنے حصہ میں سے ایسے اخراجات کریں تو وہ ان کی خوشی یا رضا سے کئے گئے شمار ہونگے جبکہ نابالغ ورثاء کی سن بلوغ میں دی گئی رضامندی بھی شرعاً مسموع نہیں ہوتی اس لئے ایسے غیر شرعی اخراجات کو روکنے کا بہترین ذریعہ غمی/مرگ کی ان دعوتوں کے غلط رواجات کو کلیتاً ختم کر دینا ہی مصلحت عامہ ہے۔ ویسے بھی شریعت کا حکم ہے کہ جس گھر میں مرگ ہو جائے ان اہل خانہ کو ان کے ہمسائے یا احباب کو چاہئے کہ تین روز تک کھانا مہیا کریں۔ چہ جائے کہ گھر والوں کو الٹا مہمانوں کے کھانوں کے اہتمام کے تردد میں ڈال کر ان کو اسراف وتبذیر پر مجبور کریں۔ لہذا سطور بالا کی روشنی میں کونسل سفارش کرتی ہے کہ غمی/مرگ کی دعوتوں کے اخراجات کم سے کم رکھنے کے لئے ایسی دعوتوں میں غیر شرعی رسومات کو ختم کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۱۶۔ آرڈیننس نفقہ برائے نادار اقرباء

اسلام ہر صاحب حیثیت مسلمان پر اپنے قریبی محتاج و مستحق اقرباء کی کفالت کو واجب قرار دیتا ہے۔ مگر ایسے محتاجوں کو قانونی تحفظ حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ان کی کفالت کا مناسب انتظام مفقود ہے۔ لہذا اسلامی نظریاتی کونسل سفارش کرتی ہے کہ ایک آرڈیننس کے ذریعے نادار اقرباء کے نفقہ کا قانونی اہتمام کیا جائے اور معاشرے میں اسلامی معیشت کے ایک اہم لیکن بھولے بسرے انتظام کو از سر نو زندہ کیا جائے۔

۱۷۔ ائمہ مساجد کی تنخواہیں، مراعات اور سہولتیں

مسجد کا امام اس وقت بدقسمتی سے ہمارے معاشرہ کا مظلوم ترین شخص ہے۔ ایک طرف وہ مسجد کی انتظامیہ کے احکام کا پابند ہوتا ہے تو دوسری طرف اس کو نمازیوں سے بہتر تعلقات رکھنا ہوتے ہیں۔ اگر کمیٹی دھڑے بندی کی شکار ہو تو امام مسجد کو توازن قائم رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ مسجد کا امام خواہ اس کا تعلق شہری علاقے سے ہو یا دیہات سے اس کو اتنا حق المحنت نہیں ملتا کہ وہ آسانی سے گزر اوقات کر سکے۔ دیہات کی بعض مسجدوں کے اماموں کو سرے سے کوئی لگی بندھی تنخواہ ہی نہیں ملتی۔ فصل کے موقع پر ان کو کچھ غلہ ملتا ہے لیکن اس سے ان کی چند مہینوں کی ضروریات بھی پوری نہیں ہوتیں اور وہ محنت ومشقت کر کے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ بعض مساجد میں امامت کی ذمہ داریوں کے علاوہ ان ائمہ کو مسجد مکاتب میں تدریسی ذمہ داریاں بھی پوری کرنی ہوتی ہیں جس کا انہیں کوئی اضافی معاوضہ نہیں ملتا، اور اگر بعض جگہ اضافی معاوضہ ملتا ہے تو وہ بہت معمولی ہوتا ہے قصبوں اور شہروں میں

جومساجد نجی انتظامی کمیٹیوں کے تحت ہیں وہاں کے ائمہ کی تنخواہیں اور بھی کم ہوتی ہیں اوران ائمہ کواوسطا ایک ہزارروپیہ مشاہرہ ملتاہے۔ایسی مساجد کی تعداد انگلیوں پرگنی جاسکتی ہیں جہاں ائمہ مساجد کی تنخواہیں اس سے زیادہ ہوں گی ۔اس ہوشربا گرانی کے دور میں ایک کنبہ دارفرد کے لئے اس قلیل تنخواہ میں ایک کنبہ کی کفالت بہت مشکل کام ہے۔مسجد کی انتظامیہ ان کی تنخواہوں میں اس لئے اضافہ نہیں کرپاتی کہ انہیں عطیات نہیں ملتے کہ وہ مسجد سے متعلق کارکنوں کے مشاہرہ میں اضافہ کرسکیں۔یہ تو نجی انتظام کے تحت مساجداوران کے کارکنوں کا حال تھا لیکن حکومت کے زیر انتظام محکمہ اوقاف کی مساجد کے ائمہ کا حال بھی کچھ مختلف نہیں۔

تعجب کا مقام ہے کہ اس مملکت میں جواسلام کے نام پر وجود میں آئی اورطویل انتظار کے بعداس مملکت میں اسلامی اقدار کے احیاء کے وعدے کئے جارہے ہیں' وہاں مساجد کے ائمہ کواتنا مشاہرہ نہیں ملتا جس سے وہ اپنے خاندان کی اچھی طرح کفالت کرسکیں۔

حکومت کا اولین فریضہ یہ ہے کہ وہ اس ضرورت کی طرف فوری توجہ دے تاکہ ائمہ مساجد کے لئے ایسے مشاہرے ہوں جن سے دین وملت کے یہ خادم اچھی طرح گزربسر کرسکیں۔اس کے علاوہ کم ازکم سرکاری انتظام کے تحت مساجد کے ائمہ کووہی سہولتیں دی جانی چاہئیں جودوسرے سرکاری ملازموں کوحاصل ہیں۔مثلاطبی سہولتیں مہیا کی جائیں'مدت ملازمت ختم ہونے پرانہیں پنشن ملنی چاہئے' ملازمتوں کومستقل کیا جائے۔

۱۸۔پڑوسیوں کے تعلقات کی تشکیل نو کے لئے مسجد کی سطح پر محلہ وارانہ کمیٹیوں کی تشکیل۔

حسن معاشرت کے سلسلے میں خوش ہمسائیگی کی اہمیت محتاج بیان نہیں ۔ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک معاشرے میں خیرسگالی پیدا کرنے کے لئے مرکزی حیثیت کاحامل ہے اس پراسلام نے کس قدرتاکید کی ہے۔ان احکام کی اہمیت اس سے بہتر بیان نہیں ہوسکتی۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا! کہ جبرائیل امین مجھے ہمسایہ کے حقوق کے بارے میں اتنی تاکید فرماتے رہے کہ مجھے محسوس ہوا کہ ہوسکتاہے ان کووراثت میں بھی شریک کردیں۔بدقسمتی سے مغربی معاشرت کے زیراثر اوراسلامی تعلیمات سے دوری کی بناء پرہمسایوں سے حسن سلوک کے بارے میں اسلامی تعلیمات کوبھلادیا گیاہے اس طرح معاشرت میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ہمسایہ ہمسایہ کونہیں جانتا۔اس کی غمی خوشی میں شرکت' اس کی روزمرہ آسائشات اورتکالیف کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

خیال رکھنا تو قصہ پارینہ ہو چکا ہے اب تو پڑوسی کا نام و پتہ جاننے کے بارے میں بھی عمومی سرد مہری 'لاتعلقی اور بیگانگت نے معاشرے کو کئی مشکلات اور خرابیوں سے دوچار کر دیا ہے۔اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی تعلیمات اور معاشرتی اقدار کے احیاء کے لئے محلہ وارانہ کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو معاشرتی معاملات میں باہمی ربط وضبط میل ملاپ' شادی غمی اور دیگر معاشرتی تعلقات میں رہنمائی بھی مہیا کریں اور مشکلات میں پنچائتی کارروائیوں کے ذریعے لوگوں کے مسائل حل کریں مثلاً محلے میں سماج دشمن یا دیگر اخلاقی کمزوریوں یا برائیوں میں مبتلا لوگوں کے خلاف مضبوط لابی اور ماحول پیدا کرنا وغیرہ اس قماش کے لوگوں کے خلاف مشترکہ طور پر اجتماعی حیثیت میں سرگرم عمل ہوں۔ان کمیٹیوں کی تشکیل میں مندرجہ ذیل امور کا خصوصی طور پر خیال رکھا جائے:۔

(۱) بیاہ اور دیگر غمی خوشی کے معاملات میں حسب ضرورت یا حالات ضرورت مند لوگوں کی امداد کی جائے۔

(۲) غمی و خوشی وغیرہ میں بھی ہاتھ بٹائیں۔

(۳) شہری سہولتوں مثلاً پینے کا پانی' نکاسی آب' سڑکوں' گٹروں' فٹ پاتھ کی دیکھ بھال' مرمت یا تعمیر۔

(۴) بچوں کے لئے کھیلوں کے لئے میدان یا پارکنگ کی دیکھ بھال۔

(۵) لاوارث یا بے سہارا فوت ہونے والے لوگوں کی تجہیز و تکفین۔

(۶) یتامی اور بیوگان کی مالی، مادی یا اخلاقی مدد۔

(۷) چور' ڈاکو اور اسی طرح کے دیگر سماج دشمن عناصر پر کڑی نگاہ۔ان کو وعظ و نصیحت سے ایسی کارروائیوں سے باز رہنے کی تلقین۔

(۸) مساجد کی سطح پر ہونے کی بناء پر یہ کمیٹیاں مساجد کے انتظامات' نمازیوں کی سہولتوں' اگر ہو سکے تو تعلیم بالغاں جو تدریس قرآن سے شروع ہو' ان کا مسجدوں میں اہتمام کریں۔

(۹) مساجد کے ساتھ دار المطالعہ' لائبریریوں' ڈسپنسریوں اور مسافر خانوں کا قیام۔

(۱۰) صحت مندانہ ان ڈور گیموں کے لئے کمیونٹی سینٹروں کا قیام اور انتظام و انصرام

(۱۱) زیر تعلیم بچوں اور بچیوں کے لئے الگ الگ ٹیوشن سینٹرز جن میں مخیّر حضرات اپنی طرف سے صدقہ کے طور پر ہفتہ میں چند روز یا چند گھنٹے اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق تعلیم اور تربیت کے لئے اپنی خدمات وقف کریں۔

(۱۲) بچیوں اور خواتین کو سلائی کڑھائی یا اسی طرح کی بعض دستکاریاں سکھلانے کے لئے دستکاری

☆لاتضیع عمرك فی التنقل بین التخصصات والوظائف والمهن فان معنی هذا انك لم تنجح فی شیء.☆

سینٹروں کا قیام۔

(۱۳) محلے میں مذہبی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے محلے کے معززین جن میں علماء کرام، دانشور، ماہرین تعلیم و قانون، وکلاء اور دیگر مخیر حضرات کی پائلٹ کمیٹیوں کا قیام، شہری اور تحصیل سطح پر عمل میں لانا۔

یہ کمیٹیاں اشیاء خوردونوش کے معیار، ان میں ملاوٹ، کم تول یا گھٹیا مال کے استعمال کی روک تھام کے لئے مونیٹرنگ کمیٹیوں کا کام انجام دیں۔

۱۹۔ برادری کی فلاحی تنظیموں سے گروہی اختلافات نہ پھیلائے جائیں۔

عصبیت پر مبنی برادری اور قبائل کے اتحادوں کے بجائے اجتماعی فلاحی مقاصد کے لئے تنظیمیں قائم کی جانی چاہئیں، اسلام نسلی یا گروہی امتیازات کی اجازت نہیں دیتا۔ ایسی تنظیموں کو فروغ دینے کی بجائے ضرورت اس امر کی ہے کہ اتحاد بین المسلمین کی فضا پیدا کی جائے۔ اس بات کا قانونی اہتمام کیا جائے کہ برادریوں یا قبیلوں اور زبانوں کی بنیاد پر تنظیمیں قائم نہ ہوں۔ بظاہر ان کا آغاز بڑا خوشنما اور معصومانہ ہوتا ہے لیکن بالآخر یہ تنظیمیں تعصب پھیلانے کا سبب بنتی ہیں۔

۲۰۔ سماجی برائیاں صرف قانونی اقدامات سے دور نہیں ہوسکتیں۔

سماجی برائیوں کو صرف اس طرح ختم نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے خلاف قوانین بنا دیئے جائیں بلکہ متعدد ایسے اقدامات کرنا ہوں گے جو متعلقہ قوانین کو تقویت بہم پہنچائیں۔

پاکستانی عوام کے دلوں میں اسلام کی جڑیں بہت گہری ہیں تاہم ان کی آبیاری کی مسلسل ضرورت ہے۔ اگرچہ ہم مغربی اقدار اپنانے کے سبب اخلاقی انحطاط سے دوچار ہیں، تاہم عوام میں غیر ملکی سامراج کے طرز معاشرت کے خلاف ردعمل کی لہر روز بروز بلند سے بلند تر ہوتی چلی جارہی ہے۔

۲۱۔ فرقہ واریت اور نسل پرستی۔

فرقہ وارانہ ہنگاموں سے حکمت عملی کے ساتھ نمٹنا چاہئے۔ قانون شکنی کو پوری قوت سے دبا دینا چاہئے اور ایسے لوگوں کو سخت سزائیں دینی چاہئیں جو ہنگامہ آرائی کے مرتکب ہوں۔ نسل پرست لیڈروں کی بے لگام تقریروں اور تحریروں پر مؤثر ضبط قائم رکھنے کے لئے انتہائی سخت اقدامات کئے جانے چاہئیں۔ جن لوگوں کی تقریریں یا تحریریں قابل اعتراض ہوں یا قانون کی زد میں آتی ہوں ان کے خلاف قانونی کارروائی کا آغاز کرنے میں کسی تذبذب یا پس وپیش سے کام نہیں لیا جانا چاہئے۔

..........................(جاری ہے)